اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

مقبول بارگاہ رسول کاتب وحی
حضرت سیدنا امیر معاویہ
کے فضائل ومناقب پر مبنی رسالہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

از

افادات



شیخ الحدیث والتفسیر نائب اعلیٰ حضرت
علامہ مولانا
الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر مکتبہ قادریہ فیصل آباد

نام کتاب ______ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف ______ محدث اعظم مولینا محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین ______ قمر القادری

صفحات ______ 40

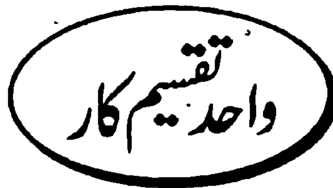
تعداد ______ 1100

کمپوزنگ ______ ایم شاہد مغل (الحمد آرٹ) فون:632122

ناشر ______ مکتبہ قادریہ فیصل آباد

قیمت ______ 20روپے





مکتبہ قادریہ فیصل آباد

مقبول بارگاہ رسالت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں نمایاں مقام رکھنے والی شخصیت حضرت سیدنا امیر معاویہ اور انکے والد محترم فتح مکہ کے دن انقلاب اسلامی کی ٹھنڈی چھاؤں کے زیر سایہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے، اور جنگ حنین میں بھی شریک ہوئے، آپ کی ذات بابرکات اسلام کی ان سرکردہ شخصیات میں شامل تھی، جنھوں نے اسلام کے آفاقی وابدی پیغام کی اشاعت میں انتہائی گراں قدر کام کیا۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود تعمیر وترقی کے لئے اور دشمنان اسلام کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے میں موثر حکمت عملی اپنائی۔ آپ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے۔ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سوتریسٹھ 163 احادیث مروی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء) آپ سے بہت سے صحابہ کرام مثلاً ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابوالدردا۔ جریر البجلی، نعمان بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے احادیث روایت کی ہیں، آپ فہم وتدبر علم و دانائی اور تحمل میں بڑے مشہور تھے۔ حضرت امام ترمذی نے ایک حدیث حسن عبدالرحمان ابن ابی عمر کے حوالہ سے بیان کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ الٰہی تو معاویہ کو حساب کتاب سکھادے اور اس کو عذاب سے محفوظ رکھ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قد خوبرو اور وجیہ شخص تھے۔ انتہائی مالدار ہونے کے باوجود منکسرالمزاج غریب پرور اور اسلام کے پکے سچے شیدائی تھے۔ وہ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مملکت شام کے امیر تھے۔ جہاں انہوں نے بیس 20 سال تک بحیثیت گورنر حاکم اور پھر بیس سال بحیثیت خلیفہ حکمرانی کی۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام بار خلافت سے دستبردار ہوئے تو امیر معاویہ 41ھ ماہ ربیع الاخر یا جمادی الاول میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے، المختصر حضرت امیر معاویہ اسلامی فکر کی ترویج وترقی اور قرآنی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت میں بھرپور زندگی گزار کر ماہ رجب 60ھ میں انتقال فرما گئے۔ دمشق میں جابیہ اور باب صغیر کے درمیان آپ کو دفن کیا گیا، انہوں نے ستر سال کی عمر پائی، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موہائے تراشیدہ اور ناخن مبارک آپ کے پاس بطور تبرک و یادگار موجود تھے۔ آپ نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیئے جائیں۔ اور پھر مجھے میرے اور میرے ارحم الراحمین کے درمیان دفن کر کے چھوڑ دینا۔ زیر نظر رسالہ بھی حضرت سیدنا امیر معاویہ اور جماعت صحابہ کے باہمی تعلقات پر مبنی حقائق کی عکاسی کرتا ہے، حضرت قبلہ شیخ الحدیث عاشق رسول پاسبان مسلک اعلیٰحضرت اہل سنت و جماعت کے سرخیل علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری کے افادات پر مبنی یہ رسالہ دین متین کے رہنماؤں کے باہمی پیار و محبت اور اخلاص کی حقیقتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ علمی رسالہ حضرت محدث اعظم کی ایک تقریر پر مبنی ہے، وقت کی قلت کی وجہ سے عربی عبارات کو من وعن نقل کیا جا رہا ہے، انشاء اللہ بفضل خدا آئندہ ایڈیشن میں عربی عبارات کا اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا جائے گا، امید ہے یہ رسالہ علماء و خطباء اور علم دوست احباب کے لئے مشعل راہ کا کام دے گا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین!

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے نبی اکرم رسول محتشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ میں سالے ہیں۔ جب وحی کی کتابت کے لئے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کاتب کی ضرورت محسوس کی تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بابت حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے مشورہ لیا تو انہوں نے عرض کی استکتبہ فانہ امین ۔ یارسول اللہ امیر معاویہ کو کاتب وحی بنا لیجئے کیونکہ یہ امانت دار شخص ہے، ایک دفعہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری پر آپ کے پیچھے امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی سوار تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پیٹ شریف رسول اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم نازنین سے مس کر رہا تھا، آپ نے اس وقت ان کے لئے دعا فرمائی اللھم امرہ حلماً وعلماً ، یا اللہ، معاویہ کے پیٹ کو علم وحلم سے بھر دے۔ آپ نے ان کے لئے یہ دعا بھی فرمائی اللھم علمہ لکتاب والحساب وقہ العذاب ومکن لہ فی البلاد ، دعائیہ کلمات میں یہ بھی وارد ہے اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً واھدہ واھدیہ ولاتعذبہ ، یہ بھی مروی ہے کہ رسول اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ارشاد فرمایا انت منی وانا منک

تتزا حمنی علی باب الجنة کهاتین واشار باصبعیه الوسطی والتی یلهار هذه الروایات فی السیرة الحلبیة، جلد 2صفحه 219 ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پاک میں رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق ومحبت کا دریا اس قدر موجزن تھا۔ کہ آپ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف روائے اقدس ،قمیص مبارک، موئے شریف اور تراشائے ناخن مبارک تھے۔ آپ نے وصیت کی تھی، کہ مجھے حضور کے ازار شریف روائے مبارک قمیص اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر سجدہ کیا جاتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک اور تراشئہ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں، اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم پر چھوڑا جائے، سوانح کربلا صفحہ 49 سیرہ حلبیہ صفحہ 219 جلد 2 روافض کی بعض کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کا وقت آیا تو آپ نے یزید پلید کو بطور وصیت فرمایا اما حسین پس میدانی نسبت وقرابت او بالحضرت رسالت داو پارہ تن آنحضرت است داز گوشت دخون انحضرت پرورده است ومن میدانم کہ البتہ اہل عراق اور السبوئے خود خواہند وبراو یاری اونخو ہند کرداو را تنہا خواہند گذاشت اگر باوظفر یابی حق حرمت او بشناس ومنزلت وقرابت اور با پیغمبر یاداورا بمکر وہائے او مواخذہ ممکن درواابطے کہ من باودرایں مدت محکمہ کردہ ام قطع ممکن زنہار کہ باو مکروآسیبے مرساں۔ جلاء العیون صفحہ 388، ایسے جلیل اقدر عظیم المرتبت

عاشق رسول صحابی کی شان میں کتب تواریخ کی غلط و بے بنیاد روایات کی بناء پر بعض ناعاقبت اندیش آئے دن اعتراضات کرتے رہتے ہیں، انہیں ناپاک اعتراضات، ملعون بکواسات کے ازالہ کے لئے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے ایک مبارک تقریر بیان فرمائی تھی، جس کے بعض مقدمات کو پیش کیا جارہا ہے۔

پہلا مقدمہ

سارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہدایت کے روشن ستارے ہیں

سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سئالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السمآء بعضها اقوی من بعض ولكل نور فمن اخذبشیء مما هم من اختلافهم فهو عندی علی هدی قال و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اصحابی كالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰة شریف) یعنی میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اپنے بعد اختلاف کے متعلق سوال کیا اللہ تعالےٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آپ کے اصحاب میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں بعض ان کے بعض سے زیادہ قوت والے ہیں، اور ہر ایک کے لئے نور

ہے۔تو جس نے ان کے اختلاف سے کسی چیز پر عمل کیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے،اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ حدیث شریف صراحتاً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اپنے اختلافی مسائل میں ہدایت پر تھے۔اور حضرت سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف تھا وہ بھی اس اختلاف میں شامل ہے۔لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اجتہادی اختلاف ہوا اس میں یہ دونوں حضرات ہدایت پر تھے۔مگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہدایت میں بہت زیادہ قوی تھے۔اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے برابر قوی نہ تھے،مگر ہدایت پر دونوں تھے،دونوں ہدایت کے چمکتے ستارے تھے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ روشن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہدایت کے روشن ستارے تھے۔مگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہدایت میں کے برابر کے مرتبہ میں نہ تھے۔تمام صحابہ کرام چونکہ ہدایت کے ستارے ہیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا۔قرآن مجید میں ہے،لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولٰئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلو او کلا وعدالله الحسنی والله بما تعملون خبير (الآیہ) سورہ حدید پارہ 27

دوسرا مقدمه

صحابہ کرام کے ذکر میں خدا اور رسول کی خوشنودی کا راز مضمر ہے

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ذکر شریف صرف بھلائی کے ساتھ کیا جائے، ان کے فضائل و مناقب محامد و محاسن اور کمالات کا ذکر کیا جائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل خیر و صلاح ہیں، عادل ہیں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے مقدمات ہیں۔ ان پر اعتراض و انکار نہ کیا جائے۔ اور کے متعلق بے ادبی کی بات نہ کی جائے۔ فقہ اکبر میں حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ولا تذکر احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم الا نجیر شیخ المحدثین مولانا محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں، تکف عن ذکر الصحابۃ الا نجیر روش اہلسنت و جماعت آں است کہ صحابہ پیغمبر را جز بخیر یا دنکنند ولعن و سب و شتم و اعتراض و انکار برایشاں نکنند و بایشاں براہ سوء ادب نروند از جہت نگہداشت نسبت صحبت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود فضائل و مناقب ایشاں در آیات و احادیث، نسیم الریاض میں ہے، حدیث لاتتخذ وھم غرضا بعدی کی شرح میں فرمایا والمعنی لا تصرو هم ولا تطعنوا فيهم باسناد امور قبيحة اليهم یعنی اے ایمان والو، میرے صحابہ کی طرف ناپسندیدہ باتوں کی نسبت نہ کرو کتاب مذکور میں دوسری جگہ لکھا ہے، لا يذكر احد منهم

بسوء ای بامر قبیح ولا نعیس علیه امرای لا یعاب ولا ینقص فی امر من اموره بل یذکر حسنا تهم وحمید سیرهم ویسکت عما وراء ذالك كما قال صلی الله علیه وسلم اذاذکر ا صحابی نامسکراعن الطعن فیهم وذکر هم یو هم نقصاً فیهم ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ کی شرح شفا میں ہے۔(ولا یذکر احد منهم بسوء) لا ن الله اثنا علیهم فی مواطن کثیرةمن کتابه ووصی النبی علیه الصلوٰه و السلام امته فی تعظیم اصحابه تحو قوله لا تسبو ا اصحابی مع تعمیم قوله علیه الصلوٰه والسلام لا تذکرو اموتا کم الانجیر ولانه من الواحش لمحرمة با جماع اهل السنة ۔ان احادیث مقدسہ وعبارات اکابر علماء قدست اسرارہم جن آداب کی تعلیم ہے۔ان آداب کے حقدار رسول اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی صحابہ کی طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی ہیں ہم پر لازم ہے کہ ہم باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح ان کا بھی ادب و احترام پورے طور پر ملحوظ رکھیں اوران کی ذات ستودہ صفات کے خلاف کسی وقت بھی زبان طعن دراز نہ کریں۔رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہونے کا شرف اللہ تعالےٰ نے ان کو عطا کیا ہے۔ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں،ان کو ہر امر قبیح سے اور فعل شنیع سے پاک سمجھیں،عوام کوان کی عظمت وفضیلت سے آگاہ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کے فضائل ومناقب،خصائص ومحامد بیان کرتے رہا

کریں۔ان کی نیک سیرت پاک کردار کی تشہیر اللہ جل جلالہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاوخوشنودی ہے۔

تیسرا مقدمہ

تاریخی روایتیں بے سروپا حکایتیں صحابہ کرامؓ کے خلاف قطعاً نا قابل اعتبار ہیں

اہلسنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ حسن ظن نہایت ہی ضروری ہے۔اور لازم ہے کہ ان سے ہر رذیل چیزوں کی نفی کریں، اگر کسی روایت میں کوئی ایسی بات آ جائے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شان رفیع کے خلاف ہوتو ایسی روایت میں تاویل کرنا ضروری ہے، اگر تاویل کی کوئی صورت نہ ہوتو اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی نے غلط بیان کیا ہے۔صحابہ کی شان رذیل بات سے بلند و بالا ہے، راویوں کی روایات میں کوئی ایسی بات منقول نہیں کہ جس میں صحابی کی شان کے خلاف ذکر ہو، اور اگر اس میں تاویل معتذر و ناممکن ہوتو اس منکر کلمے کی حکایت راوی کو غلطی پر محمول کرنا ہے۔اور ہدایت کے ستارے صحابی کا دامن اس منکریات سے پاک ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں، ولسنا تقع بالعصمة الا للنبی صلی الله علیه وسلم و لمن شهد له بها لکنا مامورون بحسن الظن بالصحابة رضی الله عنهم اجمعین ونفی کل رذیلة عنهم واذ انسدت طرق تاویلها نسبنا الکذاب الی رواتها۔ نیز امام نووی نے اسی میں فرمایا۔

قال العلماء ا لا حاديث الوردة التی فی ظاهر هادخل علی صحابی یجب تاویلها قالواولا یقع فی روایات الثقات الامایمکن تاویله۔ نسیم الریاض میں ہے،(والامساك عماشجر بینهم والاضراب عن اخبار لمورخین) التی نقلو ها عنهم فانها تورث تنقیص بعضهم مما نقلوه روجهلة الرواة) الذین رورواقصصا با طلة تودی لسوء ظن بهم روالضلال الشیعة والمبتدعین ، ملا علی قاری کی شرح شفا میں هے، روالاضطراب عن اخبارلمورخین) ای عن اقوال ...... فان غالبهم غیر صحیح بل کذب صریح حاشیہ شرح عقائد میں ہے قال ابن دقیق العبد فی عقیدته وما نقل فیما شجر بینهم واختلفوا فیه فمنه باطل و کذب فلا یلتفت الیه وماکان صحیحاً ارلنا بتاویلات حسنة لان الثناء من الله سابق ومانقل من الکلام الاحق محتمل التاویل والمشکوك والموهوم لایبطل المحقق ولمعلوم هذا۔ لہٰذا کتب سیر وتوارخ میں جوروایات وحکایات صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی شان کے خلاف منقول ہیں، اور شرعاً ان میں کوئی تاویل نہیں نکل سکتی تو اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایسی روایات و حکایات کا اعتبار نہیں کتب تواریخ میں تو کثرت سے ایسی بے سرو پا غیر معتبر روایتیں ہیں، چنانچہ اعلحضرت عظیم البرکت مجدد ین وملت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی رضی اللہ

تعالےٰ عنہ نے اپنے رسالہ جلیلہ منیر العین کے صفحہ 112 پر فرمایا، بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں، کمالا یخفی بہرحال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بدمذہبی ضرور ہے، بدمذہبی نہیں تو جنون ضرور ہے، سیر جن بالائی باتوں کے لئے ہے، اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتے، ایسی روایات مذکورہ کسی حیض ونفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کے لائق نہیں نہ کہ معاذ اللہ ان واہیات ومعضلات وبے سروپا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام پر طعن کرنا اعتراض نکالنا ان کی شان رفیع میں رخنے ڈالنا، کہ اس کا ارتکاب نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بددین مخالف و مضاد حق المبین آجکل کے بدمذہب مریض القلب منافق شعار ان خرافات سیر وخرافات تواریخ وامثالہا سے حضرات عالیہ خلفاء راشدین وام المومنین عائشہ صدیقہ وطلحہ وزبیر ومعاویہ وعمرو ابن العاص ومغیرہ ابن شعبہ وغیرہم اہلبیت وصحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے مطاعن مردودہ اوران کے باہمی مشاجرات میں متوحش ومہمل حکایات بیہودہ جن میں اکثر تو سرے سے کذب واحض اور بہت الحاقات ملعونہ روافض چھانٹ لائے اوران سے قرآن عظیم ارشادات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم واجماع امت واساطین ملت کا مقابلہ چاہتے ہیں، بے علم لوگ انہیں سن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں، ان کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنیٰ مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کے لئے مسموع نہیں ہوسکتے نہ کہ محبان خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ وکلام رسول اللہ، مالا مال ہیں، جل جلالہ

وصلی اللہ علیہ وسلم، امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں، لا یجوز نسبۃ مسلم الی کثیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال ان ابن ملجم قتل علیا فان ذالك ثبت متواتر، کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے، کہ ابن ملجم شقی خارجی اشقی الاخیرین نے امیر المومنین مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ حاش للہ اگر مورخین ومثالہم کی ایسی حکایات ادنی قابل التفات ہوں تو اہلبیت وصحابہ درکنار خود حضرات عالیہ انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین صلوٰۃ اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے کہ ان مہملات مخذولہ سے حضرات سعاداتنا ومولینا آدم صفی اللہ داوٗد خلیفۃ اللہ وسلیمان نبی اللہ و یوسف رسول اللہ سے سید المرسلین حضرت محمد حبیب اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بیہودہ حکایات موحشہ نقل کی ہیں، کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو معاذ اللہ اصل ایمان کو رد بیٹھنا ہے۔ ان ہولناک اباطیل کے بعض تفصیل مع رد جلیل کتاب مستطاب شفا شریف قاضی عیاض اور اس کے شروح وغیر ہائے ظاہر لاجرم ائمہ ملت و ناصحان امت نے تصرتحیں فرمائیں، کہ ان جہال وضلال کے مہملات اور سیر تواریخ کی حکایات پر ہرگز کان نہ رکھا جائے، شفا وشرح شفا مواہب وشرح مواہب و مدارج شیخ محقق میں بالاتفاق فرمایا جسے میں صرف مدارج النبوۃ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے غنی اور کلمات الہہ مذکورین کا خود

ترجمہ ہے، فرماتے ہیں، از توقیر و برآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توقیر اصحاب و برایشاں است وحسن ثنا ورعایت ادب بایشاں ودعا و استغفار مرایشاں رداوحق است مر کسے راکہ ثنا کردہ حق تعالیٰ بروے وراضی است ازدے کہ ثنا کردہ شود بردے وسب وطعن ایشاں اگر مخالف ادلہ قطعیہ است کفراست والابدعت وفسق وہمچنیں امساک وکف نفس از ذکر اختلاف و منازعات وقائع کہ میان ایشاں شدہ وگذشتہ است و اعراض و اضراب ازاخبار مورخین و جملہ رواۃ وضلال شیعہ وغلاۃ ایشاں ومبتدعین کہ ذکر قوادح وزلات ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب وافتراء است وطلب کردن درآنچہ نقل کردہ شدہ است ازایشاں ازمشاجرات ومحاربات احسن تاویلات، واصوب مخارج وعدم ذکر ہیچ یکے ازایشاں بہ بدی وعیب بلکہ ذکر حسنات و فضائل وحمائد صفات ازایشاں از جہت آنکہ صحبت ایشاں باآنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یقینی اس توماوراء آں ظنی است وکافی است دریں باب کہ حق تعالیٰ برگزید ایشاں رابرائے صحبت حبیب خود صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم طریقہ اہلسنت و جماعت دریں باب ایں است در عقائد نوشتہ اندلا تذکر احدامنھم الابخیر وآیات واحادیث کہ درفضائل صحابہ عموماً وخصوصاً واقع شدہ است دریں باب کافی است اھ مختصر امام محقق سنوسی علامہ تلھسانی پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں، مانقلہ انمورخون قلت حیاء ادب، مورخین کی نقلیں قلت حیاء ادب سے ہیں، امام اجل ثقہ ثبت حافظ متقن قدوہ یحیٰی بن سعید قطان نے کہ اجلہ آئمہ تبع تابعین سے ہیں۔ عبداللہ

قوریری سے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا، وہب بن جریر کے پاس سیر لکھنے کو فرمایا تکتب کذبا کثیرا بہت سا جھوٹ لکھو گے، ذکرہ فی ایمزان، تفصیل اس مبحث کی ان رسائل فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں تصنیف کئے یہاں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ایک عبارت تحفہ عشریہ سے یادرکھنے کی ہے، مطاعن افضل الصدیقین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے طعن تخلف جیش اسامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رو میں فرماتے ہیں، جملہ لعن اللہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہلسنت موجود نیست قال الشهر ستانی فی الملل والنحل ان هذه الجمله موضوعة و مفتراة بعضے فارسی نویساں کہ خودرا محدثین اہلسنت شمردہ اند درسیر خود ایں جملہ را آوردہ برائے الزام اہلسنت کفایت نمیکند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحۃ وحدیث بے سند ونزد ایشاں شتر بے مہار است کہ اصلاً گوش بآں نمے نہند، اسی رسالہ جلیلہ کے صفحہ 40 کے حاشیہ پر فرمایا مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق و تنقیح فقیر کے رسالہ البشریٰ العاجله من تحف آجله ورساله الاحاديث الروايه لمدح الامير معاويه ورساله عرش الاعزاز والاكرام لاول ملوك الاسلام ورساله ذب الاهواء الواهيه فى باب الامير معاويه وغير ها میں ہے، الخ اللہ اللہ اعلحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قوت علمیہ اور جوش ایمانی دیکھئے کہ صحابہ کرام خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عظمت شان اور ان سے مطاعن کے رد میں کتنے

رسالے تصنیف فرمائے ہیں،

واقعی! جس سمت آ گئے ہیں سکے بٹھا دیئے ہیں

جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء، علامہ نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم جلد ثانی میں فرماتے ہیں، ومنها ماقاله القاضي وغيره ان الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم منزهون من النقائص في الخلق و الخلق سالمون من العاهات والمعانب قالوا ولا التفات الىٰ ما قاله من لا تحقيق له من اهل التاريخ في اضافة بعض العاهات الى بعضهم بل نزدهم الله تعالىٰ من كل عيب و كل ما يغضون او ينفرالقلوب حاصل یہ ہے کہ تاریخی روایتیں بے سرو پا حکایتیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف قطعاً قابل اعتبار نہیں اہلسنت و جماعت کا یہ مسلک ہے،

چوتھا مقدمہ

صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت عادل ہے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں سے ہر صحابی عادل ہے، نبراس میں ہے، فان المذهب عندنا ان اصحاب الجمل والصفين عدول لا نهم اما مجتهدون واما المقلدون لهم اور نبراس میں دوسرے مقام پر ھے، قال اهل السنة كان الحق مع على رضى الله عنه وان من حاربه الخطى فى الاجتهاد فهو

معذور وان کلا من الفریقین عادل صالح ولا یجوزالطعن فی احد منم للاحادیث المشھورۃ فی مدح الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم والنھی عن سبھم وھذاھوالحق نماذابعد الحق الاالضلال الصواعق المحرقہ میں ہے،اعلم ان الذی اجمع علیہ اھل السنۃ والجماعت انہ یجب علیٰ کل مسلم تزکیۃ جمیع الصحابۃ باثبات العدالۃلھم والکف عن الطعن فیھم والثناء علیھم آپس میں جوبعض صحابہ کااختلاف ہواتووہ غرض دنیوی اور حظ نفسانی کی بناپرنہ تھا،عناد کے سبب سے نہ تھانیز اصول میں قطعاًاختلاف نہ تھابلکہ بعض فروعی مسائل میں تھا۔صحابہ کرام وآئمہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فروع میں اختلاف رحمت ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا اختلاف امتی رحمۃ او کمال قال اورصحابہ کرام تومقدمات دینی ہیں ان کا جواختلاف اجتہادی ہے وہ بھی رحمت ہے،اور جواجتہادی نہیں وہ بھی رحمت ہے،اس لئے کہ ان کااختلاف عنادوفساد کی غرض سے نہ تھا۔بلکہ تاویل شرعی سے تھااس اختلاف کے باوجودصحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰعنہم عدالت وہدایت پر تھے۔امیرالمومنین مولیٰ علی شیرخدارضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیرمعاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جتنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دونوں کے ساتھ تھے،سب کے سب بلا استثناء قبل اختلاف اور وقت اختلاف اور بعداختلاف ہدایت وصداقت پر تھے۔شرح فقہ اکبر میں ہے، ولا تذکرالصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ای مجتمعین و

منفردين الانجير يعني وان صدر من بعضهم بعض مافي صورة شرفانه اما كان عن اجتهاد اولم يكن على وجه فساد من اصرار و عنادبل كان رجوعهم عنه الى خير معاد بناء على حسن الظن بهم لقوله عليه الصلوٰة والسلام اذا ذكراصحابى فامسكو اولذالك ذهب العلماء الى ان الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلى رضى الله تعالىٰ عنهما وكذابعد ها ولقوله عليه الصلوٰة والسلام اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم رواالاالديرمى و ابن عدى وغير هما شرح عقائد میں ہے، وماوقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل و تاويلات مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر مرقاۃ سے منقول ہے، وفيه ان اختلاف الائمةرحمةالامةقال الطيبى المرادبه اختلاف في الفروع لا فى الاصول نیز اسی میں ہے و اما معاوية فهو من العدول الفضلاء الصحابة الاخيار والحروب التى جرت بينهم كانت لكل طائفة مشبهة اعتقدت تصويب انفسها بسبيها وكلهم متاولون فى حروبها ولم يخرج بذالك احد منهم من اعدالة لانهم مجتهدون اختلفوا فى مسائل كما اختلف المجتهدون بعضهم فى مسائل ولا يلزم من ذالك نقص احد منهم علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں واما على

رضی اللہ عنہ فخلافتہ صحیحۃ بالاجماع دکان ھو الخلیفۃ فی وقتہ الخلافۃ لغیرہ وامامعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو امن العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کمال عدالت وقبول شہادت وتسلیم روایت پر اجماع واتفاق نقل فرمایا شرح مسلم میں ہے، فکلھم معذورون رضی اللہ تعالیٰ عنھم ولھذااتفق اھل احق ومن یعتدبہ فی الاجماع علی قبول شھاداتھم ورواياتھم وکمال عدالتھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین شرح عقائد میں فرمایا کہ یہ اختلاف اجتہاد میں خطا کی وجہ سے تھا، اس کے حاشیہ پر ملا عصام نے فرمایا، والمقصود منہ دفع الطعن من معاویۃ ومن تبعہ من الاصحاب وعن طلحۃ وزبیر و عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم فان الواجب حسن الظن باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعتقاد برائتھم عن مخالفۃالحق فانھم اسوۃاسفل الدین ومدار معرفۃالحق و الیقین نسیم الریاض شرح شفا میں ہے، فی اصحابی کلھم خیر کی شرح میں فرمایا، فکلھم علماء عدول کما فی حدیث خیرالقرون ترنی ثم و ثم وھذا سبب ماحکاہ امام الحرمین رحمۃ اللہ تعالیٰ من الاجماع علیٰ عدالتھم کلھم صغیر ھم وکبیر ھم پھر اسی صفحہ پر فرمایا (وان یلتمس لھم فیما نقل عنھم من مثل ذٰلك فیما کان

بینهم من الفتن)کما وقع بین علی و معاویة رضی الله عنهما و احسن التاویلات والحامل ، لانها امورو قعت باجتهاد منهم لا لا غراض نفسانیة ومطامع دنیویة کمایظنه جهله (ویخرج اصوب المخارج) بان یحمله علے امر محمود ویوله بما یخرج عن عدلا من المعائب الی الحاقه بالمحاسن (انهم اهل ذلك) ای مستحقون بان تحمل ما صدر منهم علی امور حسنة محمودة حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کا ارشاد ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حصرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا وسیدنا طلحہ وسیدنا زبیر وسیدنا معاویہ وسیدنا عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی جولڑائیاں ہوئیں ان سب میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے۔اور یہ حضرات خطا پر لیکن وہ خطا عنادی نہ تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی، مجتہد کو اس خطا اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے، ہم کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ محبت رکھنے، ان سب کی تعظیم کرنے کا حکم ہے، جو کسی صحابی کے ساتھ بغض و عداوت رکھے وہ بد مذہب ہے۔ مکتوب 269 جلد اول صفحہ 332 منقول از ارشادات، ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں خطا اجتہادی ہوئی اس اختلاف کے وقت بھی یہ سب صحابہ عادل تھے۔

پانچواں مقدمہ

خطا اجتہادی کی بنا پر مجتہد پر اعتراض غلط ہے

اہلسنت و جماعت کے نزدیک مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے، اور کبھی مخطی بھی اور مذہب مختار یہ ہے کہ مجتہد کو ہر صورت میں اجر ملتا ہے، خواہ اس کا اجتہاد صحیح ہو خواہ اس میں خطا ہو، جس کا اجتہاد صحیح ہو اس کو دو اجر ملتے ہیں، اور جس کے اجتہاد میں خطا ہو، اس کو ایک اجر ملتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے، دوسری حدیث میں ہے، جس کا اجتہاد صواب ہو اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں، اور جس کے اجتہاد میں خطا ہو اس کو ایک نیکی ملتی ہے۔ بہر حال تحقیق یہ ہے کہ خطا اجتہادی کرنے والا بھی اجر و ثواب پانے والا ہے، گنہگار ہرگز نہیں، اس کی وجہ یہ ہے، کہ انسان شرعاً جس فعل کا مکلّف ہو شریعت کے موافق اس فعل کے کرنے سے انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے۔ مجتہد مسئلہ اجتہادی میں اجتہاد کرنے کا مکلّف ہے، مجتہد نے حسب استطاعت اجتہاد کیا، تو شرعاً اس حیثیت سے وہ اجر کا مستحق ہے، خواہ اجتہاد صواب ہو یا خطا اسی لئے کتب عقائد و اصول میں ہے کہ جس مجتہد سے خطا اجتہادی واقع ہو وہ بھی ابتدأ مصیب ہے اسکا طرز استخراج مسئلہ صحیح ہے، چنانچہ سرکار غوث اعظم قطب الاقطاب حضرت شیخ الشیوخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ غنیۃ الطالبین میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ اور ان کی جماعت رضی اللہ عنہم کے متعلق

فرمایا فکل ذھب الی تاویل صحیح اس عبارت سے واضح ہوتا ہے،
کہ مجتہد سے اگر چہ خطا ہو مگر اس کی تاویل کو صحیح کہا جائیگا، اور مجتہد کا عمل
اجتہاد صحیح وثواب ہے، اگر چہ انتہاءً خطا ہو، سبحان اللہ اولیاء کے سرتاج حضور
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق کیسا
ادب فرمایا کہ ان کے اجتہادی اختلاف کو ایک ہی عنوان سے تعبیر فرمایا یعنی
ہر ایک کی تاویل کو صحیح فرمایا، اور یہی شیوہ اکثر محققین کا ہے، مسئلہ اجتہادیہ
میں ہر مجتہد کو حق پر جانتے ہیں، اگر چہ مصیب کو ابتدا وانتہا کے اعتبار سے حق
پر سمجھتے ہیں۔ اور مخطی کو ابتدا کے اعتبار سے حق پر جانتے ہیں مگر ہر مجتہد کے
متعلق حق پر ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں
امام مازری سے منقول ہے، ان من قال ان الحق فی طرفین، قول
اکثر اھل التحقیق من الفقھاء والمتکلمین وھو مروی عن
الائمة الاربعة وان حکی عن کل اختلا ف فیه اور عقائد نسفی
میں ہے۔ المجتھدقد یخطی ویصیب اس کی شرح میں ہے المختار
ان الحکم معین وعلیه دلیل ظنی ان وجده المجتھد اِصاب
وان فقده اخطا و الجتھدغیر مکلف باصابته لغموصه
وخفائه فلذالك کان المخطی معذورابل ماجورافلا خلاف
علی ھذاالمذھب فی ان المخطی لیس بآثم نیز اسی میں
ہے، قال علیه الصلوٰة والسلام ان اصبت فلك عشر حسنات
وان اخطات فلك حسنة واحدة فی حدیث اخر ۔ص

للمصيب اجرين وللمخطی اجرا واحد۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ وکلهم متاول ماجور انشاء الله فالقاتل والمقتول فی النار اذا کان القائل منها بغیر تاویل سائغ اما اذا کان صحابیین نامر هما عن اجتهاد وظن لا صلاح الدین فالمصیب منهما له اجران والمخطی له اجرا۔ نیز اسی میں ہے۔واتفق اهل السنة علیٰ وجوب منع الطعن علی احد من الصحابة بسبب ما وقع لهم من ذٰلك ولو عرف المحق منهم لانهم لم یقاتلو افی تلك لحروب الا عن اجتهاد وقد عفاالله تعالیٰ عن المخطی فی الاجتهاد بل ثبت انه یو جر اجرا واحد او ان المصیب یو جرا اجرین اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلداول میں ہے۔والحق الذی علیه اهل السنة الامساك عما شجر بین الصحابة وحسن الظن بهم والتاویل لهم وانهم مجتهدون متاولون لم یقصد وامعصیة ولا محض الدنیا فمنهم المخطی فی اجتهاد ہ والمصیب وقد رفع الله الحرج عن المجتهدالمخطی فی الفروع وصعف اجرالمصیب وتوقف الطبری وغیر فی تعین المحق منهم وصرح به الجمهور وقالو ا ان علیا رضی الله عنه، و اشیا عه کانوا مصیبین اذا کان احق الناس بها وافضل من علی وجه الدنیا حینئذ نیز اسی میں ہے اما اذا اجتهدو ظن الصلاح۔

فیه فهما ماجوران مثابان من احباب فله اجران ومن اخطافله اجر و ما وقع بین الصحابة هو من هذاالقسم فالحدیث لیس عامادمنها ما قیل لم منع ابو بکرة الاحنف منه ولم ا متنع بنفسه منه واجیب بان ذٰلك ایضا اجتهادی فکان یودی اجتهاده الی الامتناع والمنع فهو ایضا مثاب فی ذٰلك نیز فتح الباری میں ہے، وذهب جمهور اهل السنة الی التصویب من قاتل مع علی رضی الله عنه لا متثال قوله تعالیٰ وان طالفتٰن من المومنین اقتتلو االایه ففیها الامر بقتال الفئةالباغیة وقد ثبت ان من قاتل علیا کانو ا البغاة وهوئلا ء مع هذا التصویب متفقون علی انه لایذم واحد من هئولاء بل یقولون اجتهدو فاحطا وا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اختلاف حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اجتہاد کی بنا پر تھا۔اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ چونکہ حق پر تھے۔اور مجتہد مصیب تھے،اس لئے آپ دوہرے اجر کے مستحق ہیں،اور آپ کے لئے اس اجتہاد حسن میں دس نیکیاں ہیں،اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ چونکہ خطا اجتہادی پر تھے۔لہٰذا آپ اس خطا اجتہادی میں ایک اجر اور ایک نیکی کے مستحق ہیں،جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس خطا اجتہادی میں اجر و نیکی کے مستحق نہ تھے،وہ غلطی پر ہے اور

اس کا قول منکر یعنی قابل انکار ہے، خطا اجتہادی کی صورت میں بھی چونکہ مجتہد کو اجر وثواب ملتا ہے، لہٰذا اجتہاد میں خطا کرنے والے کو گمراہ نہیں کہا جائے گا، بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جائے گا، شرح فقہ اکبر میں ہے، والمخطی فی الاجتہاد لا یضلل ولا یفسق علیه وعلیه الاعتماد نیز اس میں ہے، ثم کان معاویة مخطیا الا انه فعل مافعل عن تاویل فلم یصوبه فاسقا، اس بات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کو گمراہ تو در کنا فاسق بھی نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ جلیل القدر مجتہد صحابی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا، اللہ تعالیٰ ہم اہلسنت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں ادب سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ خطا اجتہادی کی بنا پر جو شخص کسی مجتہد پر اعتراض کرے وہ سخت غلطی پر ہے۔

چھٹا مقدمہ

مجتہد اپنی اجتہادی خطا پر ثواب واجر کا مستحق ہے نہ کہ عتاب کا

مجتہد مصیب کی دلیل جو صواب کی طرف موصل ہے، اگر وہ دلیل بین وواضح ہو تو اس صورت میں مجتہد مخطی قابل عتاب ہے، کہ اس نے اجتہاد میں زیادہ کوشش نہ کی تنقیح وتوضیح میں ہے، المخطی فی الاجتهاد لا یعاتب الاان یکون طریق الصواب بینا تلویح میں ہے ولا ینتسب الی الضلال بل یکون معذورا وماجور اذلیس علیه

الابذرالوسع وقد فعل فلم ينل الحق لخفاء دليله الاان
يكنون الدليل الموصل الى الصواب بينا فاخطا المجتهد
التقصیر منہ وترک مبالغۃ فی الاجتھاد فانه يعاتب اور اگر ایسا ہو
کہ دلیل صواب ظاہر نہیں ہے بلکہ خفی ہے، تو اس صورت میں مجتہد مخطی ہرگز
قابل عتاب بھی نہیں اس میں شک نہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ مسئلہ
متنازعہ میں ہر طرح حق پر تھے۔ اور آپ کے مقابل صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم
سے ایک اعتبار سے خطا اجتہادی واقع ہوئی مگر وہ اس خطا اجتہادی کی وجہ
سے ہرگز قابل عتاب نہیں کیونکہ دلیل صواب بین واضح نہ تھی بلکہ حقیقی تھی، مگر
مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عقل و نقل سے اس دلیل
خفی کو جان لیا، شرح فقہ اکبر میں ہے۔ مظاهر الدلالة توجب
القصاص على قتل العمد واستيصال شان من قصد وم
امام المسلمين بالاراقة علىٰ وجه الفساد نامالوقوف على
الحاق التاويل الفاسد بالصحيح فى حق ابطال المواخذه
فهو علم خفى فان به على رضى الله تعالىٰ عنه كما ورد عن
النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم انه قال له انك
تقاتل على التاويل كما تقاتل على المنزين ثم قال قتاله
علے التنزيل حق وكذاقتاله علے التاويل حق۔ نووی شرح مسلم
میں ہے، واعلم ان سبب تلك الحروب ان القضايا كانت
مشتبهة فلشدةاشتباهها اختلف اجتهاد هم

وصاروا ثلٰثۃ اقسام .... فکلھم معذورون رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ اس مقدمہ سے یہ واضح ہوگیا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مسائل اجتہادیہ میں اختلاف تھا وہ سب کے سب عادل ہیں، اور اجر وثواب کے مستحق ہیں، اجتہادی مسائل کی وجہ سے انکی عدالت میں ہرگز کوئی فرق نہیں آتا، بلکہ جن سے خطا اجتہادی واقع ہو، وہ اجر وثواب کے مستحق ہیں نہ کہ عتاب کے۔

ساتواں مقدمہ

جمہور اہلسنت کا اجتہادی غلطی پر اجر وثواب پر اتفاق

حضرت علی شیر خدا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں اختلاف کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی تین جماعتیں تھیں ایک جماعت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی۔ دوسری جماعت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی، تیسری جماعت دونوں جماعتوں سے علیحدہ تھی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی تینوں جماعتوں میں مجتہدین تھے۔ پہلی جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں، اور ہمارے مقابل خطا پر اور دوسری جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں، او ہمارے مقابل خطا پر اور تیسری جماعت .کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے توقف کیا، کیونکہ ان کے

اجتہاد نے اس مسئلہ میں دونوں جماعتوں میں سے کسی جماعت کے حق پر ہونے کا اسوقت فیصلہ نہیں کیا۔ ان کے نزدیک یہ امر نہایت مشکل تھا۔ لہٰذا تیسری جماعت دونوں جماعتوں سے علیحدہ رہی اور اس جماعت نے فرمایا کہ قتال کے معاملہ میں دونوں جماعتوں میں سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ اور حقیقت یہ کہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت حق پر تھے، باقی دونوں جماعتوں نے وہ کیا جس کے وہ مکلّف تھے، خدا عز وجل کی شان رحیمی دیکھو کہ اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ تینوں جماعتیں آپس میں اجتہاد کی وجہ سے مخالف ہیں، مگر تینوں اجر وثواب کی مستحق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی یہ تینوں جماعتیں بلا شبہ جنتی ہیں۔ اور تینوں ہدایت وعدالت پر ہیں۔ نودی شرح مسلم میں ہے، واعلم ان سبب تلك الحروب ان القضاكانت مشتبهة فلشدة اشتباهها اختلف اجتهاد هم وما رواثلثة اقسام قسم ظهر نهم بالاجتهاد ان الحق فى هذالطرف وان مخالفهٗ باغ فوجب عليهم نصرته وقتاله الباغى عليه فيما اعتقدوه ففعلواذالك ولم يكن يحل لمن هذه صفته التاخرعن مساعده امام العدل فى قتال البغاة فى اعتقاده وقسم عسكر هولاء ظهر تهم بالاجتهاد ان الحق فى الطرف الاخرفوجب عليهم مساعد وقتال الباغى عليه وقسم ثالث اشتبهت عليهم القضية وتحير وافيها ولم يظهر لهم ترجيح

احـد الـطـرفيـن فـاعـتـزلـوا الـفـريقين وكان هذاالاعتدال
هـوالـواجـب فـی حـقهم لانه لايحل الاقدام علی قتال مسلم
حتـی يـظهـر انـه مستـحـق لـذالك و لو ظهر هولاء رجحان
احـدا الـطـرفيـن وان الـحـق مـعـه لـمـا جاز لهم التاخر عن
نـصـرتـه فـی قتـال الـبغاة عليه فكلهم معذورون رضی الله
تـعـالیٰ عنهم ولهذا اتفق اهل الحق ومن يعتدبه فی الاجماع
علـے قبـول شهـاداتهم ورواياتهم وكمال عدالتهم رضی الله
تـعـالیٰ عـنهـم اجمعين۔ بخاری شریف میں حدیث مرفوع ہے، اذا
تـواجهـا الـمسـلـمـان بسيفهما فكلا هما من اهل النا ر وقيل
هـذاالقاتل فمابال المقتول فقال انه قدارادقتل صاحبه اس
کے حاشیہ پرکوا کب الداری شرح بخاری سے منقول ہے، فـان قلت علی
و مـعـاوية كلا هما كانا مجتهد اغاية ما فی الباب ان معاوية
كـان مـخـطاء فی اجتهاده وله اجرو احدو قد كان لعلی اجر
ان قـلـت الـمـراد بـمـا فی الـحديث المتواجهان بلا دليل من
الاجتهاد رنحوه نیز اس میں ہے ثم ان الدمای التی جرت بين
الـصـحـابة ليسـت بداخلة فی هذ الوعيد اذكانوا مجتهدين
فيهـا و كـان اعتـقـاد كل طائفة انه علی الحق و خصمه علے
خلافه، وجب عليه قتاله امر جمع الی امرالله فكن عليا كان
مـصيبـاً فـی اجتهاده لكن وخصومه كا نواعلی الخطاء ومع

ذلك كانوا ماجورين فيه اجرا واحدا رضی اللہ عنهم اجمعين ومامن امتنع او منع فذالك الان اجتهاد لالم يؤدالی ظهور الحق عنده و كان الامر مشكلا عنده فرای التوقف فيه خيرا۔ فالقاتل والمقتول فی النار اذاكان القاتل منهما بغير تاويل سائغ اما اذاكان صحابيين فامرهما عن اجتهاد وظن الاصلاح الدين فالمصيب منهما له اجران وللمخطی اجر۔

اس مقدمہ سے ظاہر ہے کہ واقع جمل صفین میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جو تین جماعتیں تھیں۔ وہ تینوں جماعتیں اپنے اپنے اجتہادات کی بناء پر مستحق اجر وثواب تھیں یہ ہی مسلک حق ہے اور اسی پر جمہور اہلسنت کا اتفاق ہے۔

آٹھواں مقدمہ

دیگر صحابہ کرام کا امیر معاویہ کے اجتہاد پر کامل یقین تھا

مجتہد جب دلیل میں نظر وفکر کرتا ہے، اور اس کو اس نظر وفکر سے جس حکم شرعی کا گمان غالب حاصل ہوتا ہے، تو مجتہد کے ذمے اس حکم پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے نزدیک وہی حکم شرعی ہے۔ اسی وجہ سے ایک مجتہد کو حکم اجتہادی میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ فاضل سیالکوٹی حاشیہ خیالی میں فرماتے ہیں، وذالك لان المجتهد

اذانظر فی دلیل ظنی وحصل له ظن یحکم یجب له العمل
بذالك قطعاً اسی میں ہے۔ اما الاولیٰ فلا نعقاد الاجماع علی
ان الحکم المظنون الذی ردی الیه رای المجتهدیجب العمل
علیه قطعا وکثرت الاخبار فی ذالك حتی صارت متواترة
المعنی تلویح میں ہےانا لانسلم ان المجتهد مکلف با
صابةالحق بل هو مکلف بالا اجتهاد ضرورة انه لایجوز
التقلید والاجتهاد حق نظرالی رعایة شرائط بقدر الواسع
سواء ادی الی ماهو حق عندالله تعالیٰ او خطاء والتکلیف
بها یفید الاجر و وجوب العمل بموجبه فلا ینرم عبث نیز
اسی میں هے ،انه یجب علی المجتهدالعمل باجتهاده
ویحرم تقلید غیره بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کے
جواب میں فرمایا، واللہ لا قتلن من فرق بین الصلوٰة
والزکوٰة الخ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فعرفت
انه احق یعنی میں نے جان لیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحیح
استدلال سے قتال کے متعلق جو رائے قائم کی ہے۔ وہ حق ہے، اس کا یہ
مطلب نہیں ہے کہ حصرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کی ہے، کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مجتہد ہیں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجتہد ہیں ایک مجتہد

دوسرے مجتہد کی شرعاً تقلید نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد اس بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد کے موافق ہوا، اجتہاد میں موافقت اور چیز ہے۔اور مجتہد کے اجتہاد کی تقلید کرنا اور چیز ہے۔ارشادالساری شرح بخاری میں ہے۔ بما ظهر من الدليل الذی اقامه الصديق نصاً اقامة الحجه لانه قلده فی ذالك لان المجتهد لا يقلد مجتهد ا ۔نیز ارشادالساری میں دوسری جگہ فرمایافعرفت من صحة احتجاجه لانه قلده فی ذالك لان لمجتهد لا يقلد مجتهد ا۔ پھر مجتہد کی تقلید سب مسلمانوں پر لازم نہیں ہے، بلکہ جو اس مجتہد کا مقلد ہے اس پر اس مجتہد کی پیروی لازم ہے شرح مواقف میں ہے۔ ويخرج المجتهداً ذلا يجب اتباعه علی الامة كافة بل علی من قلده خاصة اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر ایک مجتہد کو اپنی خطا اجتہادی کا علم ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی خطا سے رجوع کرے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا مجتہد کہ جس کے اجتہاد کا ساتھ اس کا اجتہاد موافق تھا وہ بھی اپنے اجتہاد سے رجوع کرے کیونکہ ہوسکتا ہیکہ دوسرے مجتہد کے نزدیک اجتہاد سابق ہی صحیح ہے،اور اس پر طریق صواب ظاہر نہیں ہوا، مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کا مکلّف ہے۔نہ کہ دوسرے مجتہد کی تقلید کا اور نہ دوسرے مجتہد کے اجتہاد سے رجوع کا بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتہاد پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد کے موافق تھا، لہٰذا اس وقت وہ حضرت امیر معاویہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے پر مکلف تھے۔اور بعد میں جب کسی دلیل شرعی سے ان کے اجتہاد سابق میں تبدیلی ہوئی تو انہوں نے اپنے اجتہاد سابق سے رجوع کیا، اور دوسرے حکم شرعی پر عمل کیا۔اور ان پر یہی لازم تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجتہاد سابق پر اس وقت تک قائم رہے جب تک کہ ان کے نزدیک کوئی دلیل ان کے اجتہاد کے خلاف ثابت نہ ہوئی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے رجوع سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رجوع پر مطلقاً انکار کرنا قلت تدبر پر مبنی ہے۔ہاں مجتہد کے رجوع سے اس کا مقلد رجوع کرے گا، مگر مجتہد کے رجوع سے دوسرے مجتہد کا رجوع لازم نہیں۔ھذا ینبغی ان یفهم المقام۔

نواں مقدمہ

مسلمانوں کو صحابہؓ کے شرعی اجتہاد سے انکار کا کوئی حق نہیں

ایک مجتہد اگر دوسرے مجتہد کی خطا اجتہادی بیان کرے تو مقلد کو مجتہد مخطی پر انکار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم بعض اجتہادی فرعی مسائل میں ایک دوسرے کی خطا بیان کرتے، مگر ہم اہلسنت و جماعت کے نزدیک بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادل ہیں ہدایت کے ستارے ہیں، ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کے اجتہاد شرعی پر انکار کریں اسی طرح آئمہ مجتہدین کا آپس میں بعض مسائل فرعیہ میں

اختلاف ہے ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام پر خطا اجتہادی کی وجہ سے انکار کرنے کا حق نہیں حنفی امام شافعی پر انکار نہیں کرسکتا، اسی طرح کوئی شافعی امام اعظم پر انکار نہیں کرسکتا، بلکہ چاروں اماموں مجتہدوں میں سے ایک امام کا مقلد دیگر آیمہ پر انکار کا حق نہیں رکھتا بعض صحابہ نے جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر انکار فرمایا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اجتہاد وانکار کرنے والے صحابی کے گمان میں طریق بین و دلیل واضح کے خلاف تھا، اگر چہ جن کے اجتہاد پر انکار کیا ہے، ان کے نزدیک دلیل بین کے خلاف نہ ہوتو وہ انکار پر تاویل پر مبنی تھا۔ شرح عقائد میں ہے، وما وقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل و تاويلات تلویح میں ہے۔ وما نقل من طعن السلف بعضهم على بعض في مسائلهم الاجتهادية كان مبينا على ان طريق الصواب بين في زعم الطاعن تو سلف کے ایک دوسرے پر بعض مسائل میں انکار کرنے کو اپنے لیے طعن کی سند بنانا جمہور اہلسنت کے مسلک سے ناواقفیت کی بناء پر ہے، ہم پر تو لازم ہے، کہ ہم تمام صحابہ کرام کے متعلق حسن عقیدت رکھیں، اور ان پر کسی مسئلہ اختلافی میں ہر گز طعن وانکار نہ کریں۔ بلکہ ان کا ذکر پاک خیر ہی کے ساتھ کریں جیسا کہ کتب عقائد وشروح احادیث میں مذکور ہے دیکھیے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ حضرت ابو ذر غفاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا انك امرء فيك جاهلية مگر اس سے ہم کو ہر گز حق نہیں پہنچتا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

متعلق اس لفظ کی نسبت کریں، انسان سے بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں۔ کہ جو حقیقت معصیت ومنکر ہوتے اور بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں، کہ جو حقیقت میں معصیت ومنکر نہیں ہوتے۔ مگر بظاہر معصیت ومنکر کی صورت میں ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایسے افعال کو کبھی معصیت ومنکر کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقۃً وہ افعال نہ معصیت ہوتے ہیں، نہ منکر جیسا کہ روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اس کا یہ فعل معصیت ومنکر ہے، حالانکہ دونوں حالتوں کے فعل کی صورت ایک ہے، مگر قصد اور عدم قصد کی وجہ سے معصیت ہونے اور معصیت نہ ہونے کا نتیجہ مرتب ہوا، حضرت سیدنا خلیفۃ اللہ ابوالبشر آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھول کر شجرہ ممنوعہ سے کھایا اور قرآن پاک میں فرمایا عصی اٰدم ربہ فغوی حالانکہ یہ حقیقۃً معصیت نہیں ہے صورت صورت معصیت کی ہے، اس لئے سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاصی وغادی کہنا شرعاً جائز نہیں، بلکہ کفر ہے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے حکم خداوندی سے نابالغ بچے کو قتل کر دیا تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے اس فعل کو منکر فرمایا لقد جئت شیاءً نکرا۔ حالانکہ خضرت علیہ السلام کا وہ فعل حکم خداوندی کے عین موافق تھا، مگر چونکہ فعل بظاہر فعل منکر کی صورت میں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو منکر فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے وہ کیا جس کے وہ مامور ومکلّف تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ فرمایا جس کے وہ مکلّف تھے۔ یہ یقینی بات ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام

ہدایت پر تھے۔اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یقیناً ہدایت پر تھے۔ کہ وہ رسول معصوم ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ومجتہدین عظام بلاشبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں، لہٰذا ان حضرات کے درمیان جوفرعی مسائل میں اختلاف ہے، تو اس صورت میں بعض صحابہ بعض کاتخطیہ کریں ایک دوسرے کے اجتہاد کومنکر فرمائیں تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ اجتہاد من کل الوجوہ منکر ہے، بلکہ ایک مجتہد کے اعتبار سے منکر ہے، اور دوسرے مجتہد کے اعتبار سے منکر نہیں، اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ صورۃً منکر ہے، جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا وان صدر من بعضهم بعض مافي صورة شرٌ، الخ ۔ مجتہد نفس الامر کا مکلّف ہی نہیں یہ اور بات ہے کہ جس کا اجتہاد صحیح ہے، وہ زیادہ مستحق اجر ہے، اور جس کا اجتہاد خطا ہے۔ وہ تھوڑے اجر کا مستحق ہے۔ مگر نفس اجر دونوں کے ہے، ہدایت سے کوئی بھی خالی نہیں۔اسی لئے شراح حدیث نے تصریحات فرمائی ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا اجتہادی کے باوجود اجر کے مستحق تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین جو بعض مسائل فرعیہ میں اختلاف ہوا ہے، تو اس اختلاف کو امر محمود پر محمول کیا جائے گا۔اور اس کی ایسی تاویل کرنا ضروری ہے کہ جس سے ان کی طرف عیب کی نسبت نہ ہو۔ بلکہ خوبی اور کمال ثابت ہو اس لئے کہ صحابہ کرام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار صحبت سے فیض یاب ہیں، لہٰذا وہ اس کے لائق ہیں، کہ ان کے اختلاف وافعال کو امور حسنہ محمودہ پر محمول کیا جائے۔ شفا

شریف اوراس کی شرح نسیم الریاض میں ہے، اذھم اھل ذالک مستحقون بان یحمل ما صدر منھم علی امور محمودة ، الخ

دسواں مقدمہ

خلافت راشدہ پر سب کا اتفاق

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد سیدنا مولیٰ المسلمین مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، ان حضرات کی خلافت اس ترتیب سے خلافت راشدہ ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ اس قسم کی حدیثیں کہ جن سے اشارتاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ثابت ہو کثرت سے ہیں، مگر خلافت پر صریح نص بیان نہ فرمائی، جب صحابہ کرام انصار ومہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے فضائل بیان فرمائے، اور صحابہ انصار کے مناقب کا بھی اقرار کیا، اور حدیث شریف سے ثابت فرمایا کہ خلافت قریش کا حق ہے، لہٰذا خلیفہ قریشی ہوگا، صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر پر تنویر سے متاثر ہوئے، اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ان دونوں میں سے یعنی حضرت عمر فاروق اعظم وحضرت امین امت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک کو خلافت کے لئے پسند کرتا ہوں، تو ان میں سے جس ایک کو چاہو بیعت کرلو۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت وقار تھا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سے افضل و اعلم برتر و بالا جانتے تھے، لہٰذا حضرت صدیق اکبر کی موجودگی میں کسی دوسرے صحابی کو خلیفہ ہونے کی جرات نہ ہوئی، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیارے ہاتھ پر بیعت خلافت کی پھر مہاجرین و انصار نے بیعت کی، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع و اتفاق ہو گیا اور جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حیات ظاہری میں خلیفہ منتخب فرمایا۔ اور مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس انتخاب کے متعلق فی الجملہ مشورہ بھی کیا۔ اور رحلت فرمانے سے کچھ پہلے حضور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق اپنا عہد نامہ لکھوایا، اور اس صحیفہ پر مہر فرمائی اور حکم دیا کہ اس صحیفہ میں جس کا نام خلافت کے لئے منتخب کر لیا ہے، اس سے بیعت کریں۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر بھی اجماع واتفاق ہو گیا۔ جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے رحلت فرمانے کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ سے عرض کی کہ آپ خلیفہ کا انتخاب فرمائیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ کا انتخاب کروں تو یہ درست ہے اور سنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اور اگر میں خلیفہ کا انتخاب نہ کروں تو یہ بھی جائز ہے، اور سنت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے لہٰذا آپ نے خلافت کے مسئلہ کو عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ حضرت عثمان غنی حضرت مولیٰ علی شیر خدا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان شوریٰ چھوڑ دیا، یعنی ان چھ صحابہ میں سے جس صحابی کو یہ خلیفہ منتخب کر لیں، تو وہ میرے نزدیک بھی خلیفہ ہے، تو ان چھ صحابہ میں سے پانچ نے بالآخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کا معاملہ سپرد کر دیا۔ کہ جس کو وہ خلیفہ بنائیں وہ خلیفہ ہوگا، تو

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔ پھر سب نے حضرت عثمان غنی کے پیارے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی خلافت پر اجماع واتفاق کیا۔ جب حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو آپ نے مسئلہ خلافت کے متعلق کوئی فیصلہ نہ فرمایا۔ بعض اکابر مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا کہ اب سب سے افضل واعلیٰ اور خلافت کے لئے موزوں مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لہٰذا اکابر مہاجرین وانصار نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت خلافت کی، حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقت خلافت موجودہ صحابہ میں سے افضل واعلیٰ ہونے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی انکار نہ تھا۔ اور نہ مولیٰ علی شیر خدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان احق بالخلافت ہونے کا کوئی نزاع تھا، فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ عن مسلم الخولانی قال المعاویة انت تنازع علیانی الخلافة اوانت مثله قال لا وانی لا علم انه افضل منی و احق بالامرولکن انتم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وانا ابن عمه وولیه ا طلب بدمه، مسلم خولانی سے ہے انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ ان کی مثل ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں اور میں بیشک جانتا ہوں کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے افضل ہیں، اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، اور لیکن تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوماً قتل کردیئے گئے اور میں ان کے چچا کا لڑکا ہوں اور انکا ولی ہوں اور انکے خون کا مطالبہ کرتا ہوں۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

مستند قدیمی حوالہ جات پرمبنی کتب کی اشاعت کا واحد ادارہ

فضائل قرآن

تبصرہ مذہبی

نوادر الحدیث

مودودی عقیدے

خوابوں کی بارات

سیدنا امیر معاویہ

الامداد

فتاویٰ محدث اعظم

نورانی زیور

مرزا قادیانی عورت یا مرد

عاشق رسول (محدث اعظم پاکستان)

قانون وراثت

موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام

امام اعظم ابو حنیفہ غیر مقلدین کی نظر میں

ہر قسم کی دینی کتب کا مرکز

ناشر: مکتبہ ...